

CHARACTER-TRUE GENTLEMAN

بجانب نواب لفتنت کورنبرہاد ممالک مغربی شمالی بنطوی
جناب کتر صاحب ممالک مغربی شمالی کتاب کرایہ خریدی گئی

تاج زندگی

سیمیل خان اسکالر تیریس کلاس مشن سکول تیر حال تو تیر
تیر کے بی ایس کی سی ایگن و ان تیر سال صاحب مضمون انگریزی

اروین جہد کر کی تالیف کی
نمبر ۱۲۵۷۷۷۷۷

مطبع مہند تیر پٹانہ دروازہ پت بازار میں جہل الدین تیر

٥٦٩٠	فوق المئتين
الف ٩	فوق المئتين
٩٠	فوق المئتين

فہرست نیک نگر

صفحہ	سطح	مضامین
۱	۲	دیباچہ
۱	۱۷	سبب تالیف کتاب
۳	۲	خوبی اخلاق
ایضاً	۱۰	نیک چلن شخصوں کی ریاستوں اور مروجوں میں بھی ضرورت ہوتی ہے
۴	۶	نیک چلنی سے مرتبہ پانا
۶	۱۲	نیک چلنی کی طاقت
ایضاً	۱۸	نیک صفتیں اختیار کرنی
۷	۱۷	ارادہ بلند رکھنا بہتر ہے
۸	۱۵	دولت سے نیک چلنی کا اثر زیادہ ہے
۹	۴	نیک چلنی کی بنیاد
۱۰		قول فعل میں سچا ہونا

صفحہ	سطر	مضامین
۱۱	۱	نیک چلن کا باطن میں ہی نیک رہنا
ایضاً	۱۵	چلن کا مضبوط ہونا
۱۳	۳	عادت کی مضبوطی
ایضاً	۱۱	عادت سے نتیجہ پیدا ہونا
ایضاً	۱۷	لڑکوں میں نیک عادت دلانے کا فائدہ
۱۵	۱	خوشی کی عادت ہی بن سکتی ہے
ایضاً	۱۰	نیک رویہ گی
۱۶	۹	خلیق ہونا
۱۷	۳	طریق گفتگو
۱۸	۱۳	ملاہمت اور عالی خاندانی
۱۹	۷	اتفاق رائے
ایضاً	۱۸	سچے خلق کا حاصل ہونا
۲۰	۱۲	محنت اور خلق کا نتیجہ

صفحہ	سطر	مضامین
۲۳	۱۸	شرافت کا رتبہ
۲۴	۸	درد و محنت
۵	۲	شریف کا رشوت نہ لینا
۲۶	۱۲	شریفوں کی صفات
۲۷	۹	غریب بین شرافت کے ساتھ جرات کا ہونا
۲۸	۶	نیک بادشاہوں کو رعیت کا خیال ہوتا ہے
۲۹	۱۶	رستبازی سب سے بڑا رتبہ رکھتی ہے
۳۰	۱۰	بہادری اور شرافت کا ساتھ ہونا
۳۱	۹	انگریزوں کی بہادری اور شرافت
۳۳	۲	یورپین سپاہیوں کا بچوں کی مانند غریب ہونا
ایضاً	۱۳	شریف بچوں اور عورتوں کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں
۳۴	۱۶	شریف کا پہچانا
۳۶	۶	شریف اپنے آرام کے لئے دوسروں کی تکلیف گوارہ نہیں کرتے

دیباچہ

حمد کا تاج اُس حقیقی اور قدرت والے پادشاہ کو تریا ہے کہ جسکی ذات پاک مجمع کل اخلاق اور تمام خوبیوں کی ہے اور جسے اپنی صفتوں - انصاف - رحم - راستی بخشش سے بندوں کو نیک چلنی کا نمونہ دکھلایا کہ اُسکی پیروی سے نیک بندوں نے اپنی زندگی میں فخر کا تاج پاپا لیا۔

کثیرین جہان **سید امجدیل خان** اسکالر مشن اسکول میرٹھ و حال تھو تو نہراے

میں کے بی ایس و کی سی - ایس گہر وال خدمت میں تہذیب پسند صاحبوں کو عرض کرتا ہے

آرہ و زبان میں آجک اخلاق کی کوئی ایسی کتاب تالیف یا تصنیف نہیں ہوئی تھی کہ جسکی محبوب اور سچی تمثیلوں سے اہل ہند آسانی کے ساتھ اخلاق کا نتیجہ دریافت کر سکتے اسلئے میں نے

جو امتحان یونیورسٹی کلکتہ کی تیاری کے وقت جناب یونیورسٹی ہرنلی صاحب

بی - اے و ممبر شاہی کالج محلان انگلستان سابق سپرنٹنڈنٹ مشن اسکول میرٹھ سے

اخلاق کے مضمون منہی کتابوں انگریزی میں پڑھے تھے تنہا اُنکا فائدہ اُتھانا خلاف امتا

سمجھ کر واسطے یہودی اپنے ہوطنوں کے اردو کی صاف زبان میں تالیف کر کے یہ کتاب

ترتیب دی اور نام اسکاتلج زندگی رکھا اب اس کتاب کے مطالعہ کرنے والوں

سے التجا ہے کہ وہ سارے مضمونوں سے اپنی حالتوں کو بخور مطابق کر کے سچے

دل کے ساتھ نیک صفتوں کو اپنے دلوں میں منقش کر لیں تاکہ زندگی میں اُنکو بزرگی

حاصل ہو

سبب تالیف کتاب

سبب تالیف اس کتاب کا یہ ہے کہ جناب ستر ہرمن ہرنلی صاحب بی ایس و ممبر
شاہی کالج محلان انگلستان جنہوں نے کمترین کو برابر بہائیں اور نصیحتیں کیں اور کافی کا
کوئی ورق ایسا باقی نہ رہا کہ جس پر سود مند نہ لکھی ہو یہاں تک کہ انگلستان کے جانے سے
ایک دن پہلے ہی یہ نصیحت کی کہ ارادہ اپنا مضبوطی کے ساتھ پورا کرنا چاہئے جب انگلستان کو
تشریف لے گئے تب ان کے جانشین جناب ستر پی ایم رینکر صاحب نے
مجھ کو سچ مقرر کیا جو کہ اس حالت میں کمترین کو کسی قدر فرصت دے کر آئی تو میرے دل پر چٹا
معلی القاب حشمت آب آرییل سرولیم صاحب در کے سی
ایس۔ آئی۔ نواب لغت گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی دامت اقصا اہم کی اس پند
نے اثر کیا کہ جبکہ جناب محترم ابیم نے ماہ اگست ۱۸۷۷ء میں بمقام اگرہ سہیت جان کالج و
تقسیم انعام کے طالب علموں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ جب تم اپنے مطالعہ کے
دور کو پورا کر چکو تو اپنے مکاتوف میں خالی نہ بیٹھو کہ بھول جاؤ گے بلکہ کتابیں چھو کر غلام
پہیلانے میں کوشش کرو کہ جن لوگوں کو تعلیم پانے کے لئے کوئی موقع نہ تھا وہ نہیں آیا وہ آ
سے فائدہ آتھا وہیں۔ اسلئے میں منتہی کتابوں انگریزی مقبولہ سہیت یونیورسٹی کلکتہ
مضامین ایس سہیل صاحب سے جو نیک چلنی میں سب سے بڑے کہیں زبان اردو میں
ترجمہ کر کے فائدہ عام کے لئے یہ کتاب بنانی امید کہ مقبول خاص و عام ہو۔

اسمعیل خان شکیل شریو حال ترقی تو نہ دے کے دی ہیں کی سی گیل

خوبی اخلاق

جاننا چاہئے کہ انسان کی زندگی کا تاج اور مخزن نیک چلنی ہے جسکو خدا نے ہر ایک آدمی کے اختیار میں رکھا ہے کہ نیک چلن ہو۔ یہی طریقہ نیک چلن کو اعلیٰ مرتبہ پر پہنچاتا ہے یہی عام کے نزدیک مستحیر کرتا ہے۔ اسی سے ہر ایک عہدہ کو رونق ہوتی ہے۔ اسی سے خلقت کی بہبودی ہے۔

نیک چلنی کا رسوخ دولت کے رسوخ سے زیادہ ہے جو شخص اور طرح پر شہرت حاصل کرنی چاہتا ہے اکثر لوگ اُس کے دشمن بن جاتے ہیں مگر نیک چلن کا کوئی حاسد نہیں ہوتا کیونکہ اسکی پیشانی سے ایک ایسا دبیر نمایاں رہتا ہے جس سے فوراً پہچانا جاتا ہے کہ یہ شخص نہایت متحر اور ظالم دوست ہے۔

نیک چلن شخصوں کی یاستوں اور فوجوں میں بھی ضرورت ہوتی ہے

نیک چلن یعنی خلیق شخصوں سے صرف کسی گروہ ہی کو قائم نہ نہیں پہنچا بلکہ جس ریاست میں وہ ہوتے ہیں اُسکی بہبودی انکی ذات سے ہوتی ہے۔

اخلاق دنیا میں یہاں تک غالب ہے کہ فوج میں ہی اسی کی ضرورت پڑتی ہے۔ چنانچہ **نیکوین** یونانی پارٹ برابہادر سردار اور فرانس کا مشہور بادشاہ جو ۱۵۰۸ء اگست ۱۵۰۸ء کو جزیرہ اجکیو میں پیدا ہوا اور ۱۵۶۰ء میں شہنشاہ بن گیا تھا اسکا قول ہے کہ اخلاق لڑائی میں ہی ایسی طاقت رکھتا ہے کہ جیسے دس کے مقابل میں ایک آدمی رشتہ رکھتا ہے کہ خوش اخلاقی کے باعث لارڈ کلائیو صاحب نے دکن میں اپنی فوج سے دتل سے زیادہ غنیمت کی سپاہ کو شکست دی۔

مصنوعی محنت - تربیت یا فنگی - شائستگی - یہ سب بائین قوم کی نیک چلنی پر منحصر ہیں - اسی کے باعث ملوک میں امن و آمان رہتا ہے - اسی سے آئین اور قانون بنائے جاتے ہیں - فی الحقیقت اختلاف ایک ایسا پیمانہ ہے کہ جس سے قوم اور نسل کی خوبیاں وزن کی جاتی ہیں - اور جیسے ایک سب سے ایک نتیجہ نکلتا ہے ویسے ہی نیک چلنی بہتری حاصل ہوتی ہے -

نیک چلنی سے مرتبہ پائا

لو کسی شخص کے پاس حواد وہ دکاندار ہو یا کسی ریاست کا حاکم - نہ تو ہی علمیت خفیف تھا اور مختصر دولت ہو مگر نیک چلنی کے باعث اس کا دبدبہ خاص و عام میں زیادہ ہوگا -

ومی رائیٹ اٹریل جارج کیننگ صاحب ۱۱ اپریل شائع کو پیدا ہوئے اور ۱۸ اگست شائع میں انتقال فرمایا انہوں نے اپنی نسبت شائع میں لکھا ہے کہ مرتبہ حاصل کرنے کے لئے سب سے وسیلہ نیک چلنی کے ہیں کسی دوسرے طریقہ سے کوشش کرنے میں چاہتا اگرچہ اسمیں جلد سی نہیں مگر محکوم یقین کامل ہے کہ یہ ذریعہ بہت تھیک اور درست ہوگا چنانچہ نیک چلنی کے سبب انجام کار صاحب موصوف ایک معزز رکن سلطنت انگلستان کے ہوئے اور یہ امر ظاہر ہی ہے کہ جب ہم کسی ذہین شخص کو دیکھتے ہیں تو دفعتاً اس کی ذہانت پر تعجب کرتے ہیں مگر اعتبار اس کا تب ہی ہوتا ہے کہ جب اس کے چلن کو جانچ لیتے ہیں -

لارڈ جان رسل صاحب دیوک آف بیڈفورد کے بیٹے جو بڑے مشہور ہو کر رہے ہیں ۴۲ شائع میں پیدا ہوئے اور شائع میں رکن پارلیمنٹ کے قرار دئے گئے ان کا مقولہ ہے کہ اہل انگلینڈ عدو عقلمندوں سے ملتے ہیں اور نیک چلنوں کی صلاح پر چلتے ہیں یہی طریقہ فرانسس مارٹر صاحب کا تھا جنکی نسبت ریورنڈ مدنی اس وقت صاحب

جو بڑے مشہور تھے۔ اور جبکہ مضامین اکثر ایڈیٹرز اور یو پی میں مشہور ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ گویا صاحب موصوف کے چہرہ سے خدا کے دسون حکم نمایاں تھے۔

لارڈ کوبرن صاحب جبکا اصلی نام ہنری ٹامسن ہے شائع میں پیدا ہوئے اور شائع میں انتقال کیا اپنی زندگی میں انہوں نے کئی کتابیں تصنیف کیں اور اکثر مضامین مشہور کرائے اور اپنے دوست لارڈ جعفری کا حال چھپوایا صاحب موصوف کا چلن راستہ دلون کے لئے ایک نمونہ ہے دربار شاہی میں انکی عزت تھی۔ ہر ایک تعظیم کرتا تھا سب کے نزدیک معتبر تھے۔ کوئی ایسا ہی سنگدل ہو گا جو انکی وفات سے غمگین نہ ہو۔ یہ سنگر بعض صاحبوں کو گمان گزیر گا کہ صاحب موصوف کو جو یہ رتبہ حاصل ہوا شاید وہ عالی خاندان ہوئے یا کسی دولت مند کے بیٹے یا کوئی نیک نامی کا بہت بڑا کام ان سے بن آیا ہو گا حال انکہ ان سب باتوں میں سے ایک بھی نہ تھی یعنی وہ ایڈیٹر کے ایک سوداگر کے بیٹے تھے دولت مندی کا یہ حال تھا کہ انکی ان کے یا ان کے رشتہ داروں کے پاس چار آٹھ فالتو نہ بچتے تھے نوکری بھی انہوں نے صرف چند روز ہی قلیل تنخواہ پر کی تھی مگر جس سبب سے انہوں نے دربار شاہی میں اس قدر رونق پایا تھا وہ فقط نیک چلنی کا باعث تھا گفتگو بھی انکی بلاغت خالی تھی کہی ایسے لغت نہ بولتے تھے جب کو سنتے والا نہ سمجھے اگرچہ موس آف کامنس میں بہت سے افسر عمدہ عمدہ بیاد تھے مگر اخلاق میں صاحب موصوف سے کوئی بریکر نہ تھا اس سے ظاہر ہے کہ صاحب موصوف صرف اپنی راست دلی اور پاک چلنی اور خوش خلقی اور محنت کے سبب معزز اور ممتاز نہ ہوئے ہیں حقیقت میں یہ وہ حقیقتیں ہیں جو انسان کو مرتبہ اعلیٰ پہنچاتی ہیں۔

مارٹن صاحب! وصف فضیلت اور بیادیت متوسط کے فقط اپنی خوبی چلن سے برکھڑا خاص و عام ہوئے۔

فرنگی صاحب فرماتے ہیں کہ میری گفتگو صاف نہ تھی اکثر اوقات املا میں بھی مجھے شک ہوتا تھا یا وصف ایسے سقم کے پہر ہی نیک چلنی اور راست دلی نے خلقت میں مجھ کو معزز کیا۔
مقام فریدی میں ایک بار لڑائی ہوئی **مانتن** صاحب نامی شریف فرہنسی نے اپنے گھر کے یہاں تک کھلوادے اور فرمایا کہ میرا چلن پرانا بہر و سہا ہے کہ آج مجھ کو فوج کی کچھ بھی ضرورت نہیں۔

نیک چلنی کی طاقت

چلن اتنی بری طاقت میں داخل ہے کہ علم کی طاقت سے بھی زیادہ رتبہ رکھتا ہے ظاہر کی ذہانت بدون چلن کے اور چالاک کی بغیر نگوئی کے ایسی طاقتیں ہیں کہ جیسے برائیاں ظہور میں آتی ہیں ایسے فعلوں کی کچھ عزت نہیں ہوتی چنانچہ اُتھائی گھروں اور حبیب کثروں کے فعلوں پر ہم منہتی اور تعجب کرتے ہیں۔

نیک صفتیں اختیار کرنی

راست دلی - نگوئی - سچائی - یہ سب صفتیں کچھ انسان کے ساتھ نہیں پیدا ہوتی ہیں بلکہ اختیار کرنے سے حاصل ہوتی ہیں اور جو شخص ان صفوں کو حاصل کر لیتا ہے اسکی ترقی کا کوئی مانع نہیں ہوتا وہ نیکی کرنے کی مصیبت اور تکلیف اُتھانے میں ثابت قدم رہتا ہے ایک بار **اشعیش** صاحب ساکن کلونہ پر دشمنوں نے حملہ کیا اور مذاق سے کہا کہ اب آپ کا قلعہ کہا ہے صاحب موصوف نے اسی وقت اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتلایا کہ یہ ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ نیک چلن آدمی خطرہ میں بھی نہیں گھبراتا اور جب اسکا کوئی وسیلہ نہیں رہتا تب وہ اپنی راست دلی اور ہمت پر بہر و سہا رکھتا ہے۔

لارڈ آرسکین صاحب جبکا اصلی نام تاس تھا شائع میں پیدا ہوئے شائع میں درج سیر کا پایا اور لقب اسکا لارڈ آرسکین ہوا اور کچھ عرصہ بعد درجہ لارڈ مائی چانسلر گریٹ برٹن کا حاصل کیا

اور تیسرے شائع میں وفات پائی صاحب موصوف بڑے فصیح تھے وہ اپنی زندگی میں کامیاب نہ ہو سبب یہ کہتے ہیں کہ بچپن سے میرا قاعدہ تھا کہ جس بات کو میری عقل حق سمجھتی تھی اُس فعل کو کرنا مجھ پر واجب ہوتا تھا یعنی جس امر کو میں سمجھ لیا کہ یہ میرے حق میں مفید ہوگا اُسی کو میں نے کیا۔ اور نتیجہ یہ نکلا کہ میرا چور اچھی دستور میرا تابکرگ رہا اور یہی طریقہ میں اپنی اولاد کو بتلاتا ہوں وہ اسکو اختیار کرے۔

ارادہ بلند رکھنا بہتر ہے

ہر ایک شخص پر فرض ہے کہ وہ اپنا ارادہ بلند رکھے

مستور سیریلی صاحب جنکا اصلی نام مترایک ڈسٹرکٹلی ہے مشہور مصنف عجائبات علمی کے ہیں شائع میں بمقام انفلڈ پیدا ہوئے اور شائع میں انتقال کیا انکا مٹیابی بڑا عالم اور مہربان سمیت کا تھا صاحب موصوف کا مقولہ ہے کہ جو شخص اپنا ارادہ بلند نہیں رکھتا وہ ضرور پست ہمت ہوگا جو اونچا نہیں دیکھتا وہ بیشک نیچا دیکھے گا

جارج ہربرٹ صاحب مشہور انگریزی شاعر لارڈ ہربرٹ چربری صاحب کے بہائی شائع میں پیدا ہوئے اور شائع میں وفات پائی وہ شعروں میں فرماتے ہیں کہ انسان کو اپنے چلن میں غریب اور ارادے میں بلند ہونا چاہیے کیونکہ غریب چلنی سے بربداری اور تحمل حاصل ہوتا ہے۔ پست ہمت کیونکہ ہونا چاہیے۔ اسلئے کہ انسان کی روح بڑی بڑی بلندی تک نشانہ کر سکتی ہے۔ جو شخص اپنے کاموں اور منصوبوں میں بلند ارادہ رکھتے ہیں وہ اس لوگوں سے ہر طرح پر بہتر ہیں جنکا کچھ بھی ارادہ نہیں ہوتا۔ اہل اسکاچ میں ایک کہاوت مشہور ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک بڑا کام کرنا چاہے اور اتفاقاً وہ اُس میں کامیاب نہ ہو تو یہی اسکی محنت اکارت نہیں جانی کچھ نہ کچھ اسکو فائدہ ضرور ہو رہتا ہے۔

دولت سے نیک چلنی کا اثر زیادہ ہے

اکثر آدمی کہا کرتے ہیں کہ دنیا میں جس شخص کو دولت حاصل ہے وہی شریف ہے مگر یہ قول اُنکا درست نہیں کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ امیر سہ یا غریب جو شرافت کے کام کرتا ہے وہی شریف ہے نیک چلنی کی قدر دولت سے زیادہ ہے۔ ثبوت اسکا یہ ہے کہ ایک بار کرنیل چارٹرٹرس صاحب نے ایک مشہور ایماندار شخص سے کہا کہ اگر ایسی صفت مجھ کو حاصل ہو جائے تو میں آپ کو دس ہزار روپیہ دون اُسے دریافت کیا کہ آپ اس سے کیا فائدہ اُتھائیں گے کرنیل صاحب نے جواب دیا کہ میں اس سے دس گنا فائدہ حاصل کر سکتا ہوں۔

نیک چلنی کی بنیاد

گفتگو میں صاف دل ہونا اور راستبازی میں ثابت قدم رہنا نیک چلنی کی بنیاد ہے۔ ڈیوک آف ولنگٹن صاحب جنکا اصلی نام آر تھر ویلسی ہے یکم می ۱۷۶۶ء کو شہر ولبن واقع ملک آئر لینڈ میں پیدا ہوئے اور شائع میں انتقال فرمایا صاحب موصوف نے اپنی زندگی میں برس برس کام کئے چنانچہ وائرل کو کی لڑائی میں انہوں نے بیولین لجنہ پارت شکست دی ایک بار کا ذکر ہے کہ انہوں نے ہوس آف لارڈس میں جبکہ دی رات آئرلینڈ دوم سر رابرٹ نیل صاحب وزیر اعظم انگلستان کا جو معاملات ملکی میں خوب واقفیت رکھتے تھے اور شائع میں بمقام صوبہ لنگشر پیدا ہوئے شائع میں بمقام لندن انتقال ہوا صاحب متوفی کی چلنی کی نسبت بیان کیا کہ جب قدر صاحب مرحوم کی راستبازی اور انصاف پر پیر و ساتہا ایسا کسی پر نہیں ہوا۔ صاحب مغفور خلقت کی بہتری کے خزانہ رہے تمام عمر میں ان سے کوئی ایسا امر نہوا جو صداقت سے خالی ہو میں خوب یقین کرتا ہوں کہ کوئی کلمہ انہوں نے اپنی زندگی میں ایسا نہیں کہا جبکہ وہ سچ نہ جانتے ہوں۔ پس یہی باعث اُن کے رسوخ پانے

قول فعل میں سچا ہونا

راہستہ چلنے کے قول اور فعل دونوں میں صداقت ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ امریکا کے ایک امیر نے اگر قول شارب صاحب کو لکھا کہ بیٹے اپنی نیکیوں کے سبب سے لڑکے کا وہی نام رکھا ہے جو میرا نام ہے اس کے جواب میں صاحب موصوف نے لکھا کہ میری درخواست آپ سے یہ ہے کہ اگر ایسی تعلیم دین کہ جو نیک ہدایت یا نصیحت وہ سنے اس پر عمل کرے۔ میرے والد کا جو ظاہر اور باطن میں رستہ باز اور ایماندار ہے یہی طریقہ تھا بلکہ عمر بھر ان کا یہی اصول رہا۔ کیونکہ جو کوئی اپنی عزت کا لحاظ رکھتا ہے وہ دوسروں کی آبرو کا بھی پاس کرتا ہے اور وہی اس طریقہ کو عمل میں لاتا ہے جو خود ایماندار ہی برتا ہے اور جسے اس طریقہ کو اختیار کیا ہے اس کو ایک بڑا بہرہ و سہا پنی رستہ دلی پہنچتا ہے

الیور کرامویل صاحب فرزند رابرٹ کرامویل صاحب ۵ اپریل ۱۸۴۹ء میں پیدا ہوئے اور ۲۸ ستمبر ۱۸۸۷ء میں انتقال کیا اپنی حیات میں یہ صاحب بعد وفات شاہ چارلس اول کے محافظ سلطنت انگلستان کے ہوئے ایک روز صاحب موصوف نے برنزڈ صاحب سے جو برسے چالاک قانون دان تھے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ آپ نے پچھلے دنوں اپنے چلنے کے خلاف خود بند نشین باندھی ہیں مگر آپ یاد رکھیں کہ یہ چالاک کی ایک دن آپ کو دھوکا دے گی اور رستہ دلی نہیں دے سکتی جس شخصوں کے فعل قول کے مطابق نہیں ہوتے ان کی آبرو بھی بچا ہوتی اگر وہ حقیقت میں سچ ہی کہیں تو لوگوں کو مشکل سے اعتبار ان کے قول کا ہوتا ہے۔

نیک چلنے کا باطن میں نہ بنے نیک ہونا

جو نیک چلنے ہیں وہ ظاہر اور باطن میں سچے رہتے ہیں نقل ہے کہ ایک لڑکے سے جسے

اچھی تعلیم پائی تھی ایک بار کہا گیا کہ تو کیوں نہیں کچھ سبب چڑھتا کیونکہ تجھ کوئی نہیں دیکھتا
 اسے جواب دیا کہ بیشک مجھ کو کوئی نہیں دیکھتا مگر مجھ کو اپنے آپ کو دیکھنا چاہئے میں نہیں
 چاہتا کہ خود کو بددیانت دیکھوں گو یہ سادھی مثال اصول دیانت کی ہے لیکن حقیقت یہ ہے
 کہ ایسے ایسے اصولوں سے انسان نیک چلن بنتا ہے اور جس کو ایسے اصول حاصل نہیں
 ہوتے وہ آرائش کے وقت بدچلن ہو جاتا ہے اور جب کوئی فعل بدچلنی یا بددیانتی کا کار
 سے صادر ہوتا ہے تو نتیجہ اس کا یہ نکلتا ہے کہ وہ شخص خود اپنی آنکھوں میں حقیر ہو جاتا ہے خواہ وہ
 شخص اس فعل میں کامیاب ہوا ہو یا نہیں خواہ وہ فعل علانیہ ہو یا پوشیدہ خوشک
 فعل کے سرزد ہونے سے وہ شخص ویسا نہیں رہتا جیسا اس فعل کے کرنے سے پہلے تھا بلکہ اس وقت
 اس کی یہ صورت ہو جاتی ہے کہ دل کی ملامت سے غمگین اور بے چین بن جاتا ہے۔

چلن کا مضبوط ہونا

چلن انسان کا عادت سے مضبوط ہوتا ہے۔ اسباب میں کیا خوبیاں ملتی ہیں کا قول ہے کہ انسان کو کسی شے
 میتا سیتھیون ساکن اتالی مشہور شاہی شاعر^{۹۸} شائع میں بمقام روم پہنچا
 اور شائع میں انتقال کیا اس کا مقور ہے کہ جو کچھ انسان میں پایا جاتا ہے سب عادتوں کا
 اثر ہے یہاں تک کہ نیکی بھی اسی سے علاقہ رکھتی ہے۔

جوزف قبلہ صاحب۔ ایل۔ ایل۔ وی مصنف و لائل تہی شائع میں پیدا
 ہوئے اور جون شائع میں وفات پائی صاحب موصوف اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ نیکی
 کی عادت کرنی اور لالچ سے بچنا برا خاوند رکھتا ہے اور اس طریقہ سے انسان باسانی نیکی
 ہے جس طرح جسمانی عادتیں بیرون غلوں سے درست ہوتی ہیں اسی طرح طبیعت کی عادتیں
 خیالات۔ قربان داری۔ رستبازی۔ انصاف۔ سخاوت۔ کو عمل میں لاتے یا ان کے

مطابق عمل کرنے سے تمہیک ہوتی ہیں۔

لارڈ روم صاحب۔ آف۔ ارا۔ ایں۔ ۱۵ ستمبر ۱۸۶۶ء کو پیدا ہوئے اور شیخ
مین درجہ پتیر کا حاصل کیا اکثر مضامین انکے سلطنت انگریزی اور یکم نوٹس کی تصنیفات
کی نسبت مشہور ہوئے۔ صاحب موصوف و نائے ہیں کہ عادت کو یا خدا داد ہے۔ ہر ایک
زمانہ میں کیا قانون دان اور کیا مدرس سب اپنا بڑا بہرہ و ساسی پر رکھتے آئے ہیں۔
عادت ایک ایسی مشق ہے جو دشواری کو رفع کر کے نہایت آسان بنا دیتی ہے مثلاً اگر
شخص سنجیدہ ہونے کی عادت ڈالے گا وہ بد مزاجی سے نفرت کریگا۔ جسکی عادت دراند
کی ہوگی وہ فضول خرچی سے بیزار ہوگا۔ انسان کو چاہئے کہ ہرگز برائی کو اپنی عادت میں
جگہ نہ دے۔ نیک چلنی ایسی نازک بات ہے کہ ایک برائی انسان کی کل خوبیوں میں قوتور
ہے۔ اور جب کوئی نیک اصول انسان سے ایک بار بھی فروگزاشت ہو جاتا ہے تو دوسری بار
اُسکے اختیار کرنے میں ایک مدت درکار ہوتی ہے حقیقت میں یہ قول ایک محقق کا صحیح ہے کہ
عادت ماتر موقی کے ہار کی ہے جب اُسکی گڑھ کھل جاتی ہے تو سارے موقی بکھر جاتے ہیں۔

عادت کی مضبوطی

جب کسی چیز کی عادت پڑ جاتی ہے تو اسکا عمل آزادانہ ہوتا ہے اس کام کے کرتے میں
کچھ کوشش نہیں کرنی پڑتی اسوقت انسان کو عادت کی مضبوطی معلوم ہوتی ہے
جب اسکو چھوڑنا چاہتا ہے اور جو کام کسی بار کیا گیا ہو اس میں آسانی اور رغبت
ہو جاتی ہے عادات ابتدا میں مکرری کے جانے کی طرح بودی ہوتی ہے مگر جب انتہا کو پہنچ
ہے تو وہی عادت لوہے کی زنجیر بن ہو جاتی ہے جیسے روزمرہ کے کاروبار دیکھنے میں خفیت
معلوم ہوا کرتے ہیں مگر کچھ مدت بعد ایک دہیر ہو جاتے ہیں۔

عادت سے نیچے پیدا ہونا

اپنی عزت - مدد کو کشش محنت - راست دلی - یہ سب خواص عادتوں کے ہیں۔ بڑا چاہئے کہ انکو اپنی عادت کرے نہ صرف یقین ہی لائے۔ کیونکہ عادت اصل میں وجود کرتی ہے اور ظاہر ہے کہ جبکی عادت میں فیضرسانی یا ظلم ہوگا کام ہی اُسکا ویسا ہی نیک یا بد بنے گا اور جس قدر آدمی عمر رسیدہ ہوتا جاتا ہے اُسی قدر عادت ہی اُس کے ساتھ نیچتہ ہوتی جاتی ہے۔

اگر کون میں نیک عادت لئے کا فائدہ

اگر کون میں جو نیک عادتیں دالی جاتی ہیں انکے فائدے بے شمار ہیں۔ بڑوں کی نسبت اُس کے جلد عادی ہو جاتے ہیں اور جو عادت اُنکی پڑ جاتی ہے وہ تمام عمر اُن کے ساتھ رہتی ہے جیسے ایک بچے درخت کی چھال پر حروف کہو دین تو حقیقت وہ درخت بڑھتا جائے گا۔ اُس قدر اُسکے ساتھ حروف بھی پیسلے جائیں گے۔ یہ قول بہت صحیح ہے کہ جیسی جبکی عادت اگر کون میں دالی جاتی ہے وہ بڑے پن میں ہی اُس سے جدا نہیں ہوتی۔

لارو کلنو و صاحب نے ایک اپنے پیارے جوان دوست کو نصیحت کی کہ ۲۵ برس کی عمر سے پہلے ایک ایسے چلن کو اختیار کرو کہ جو تمہاری زندگی میں کام آئے کیونکہ جب عادت عمر کے ساتھ مضبوط ہو کر ایک چلن بن جاتی ہے تب اُسکو چھوڑ کر دوسرا چلن اختیار کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے اسلئے یہ عادت کے سیکھنے سے اُسکا نہ سیکھنا بہتر ہے ایک بار کا ذکر ہے کہ ایک یونانی بالنگر سجانے والے نے اُن طلباء سے جنکو کتھوریہ کے استادوں نے تعلیم دی تھی المضاعف یعنی دو فی خیس لی اسلئے کہ اُنکی پرانی عادت چھوڑنے میں یونانی کو بڑی دشواری اور محنت اُنہانی پڑے۔ حقیقت یہی یہ ہے کہ پرانی عادت کا اُکھیرنا دانت کے اُکھیرنے سے

زیادہ جلیف دیتا ہے۔

اکثر تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ جب سست یا بے فکر یا شرابی آدمی کی عادت کے چھوڑنے میں کوشش کی گئی ہے تو وہ سب ضائع ہو جاتی ہے کیونکہ وہ عادت اُن کی جان کے ساتھ پیوست ہو گئی ہے جو کسی طرح پرانہ نہیں ہو سکتی۔

مستراح صاحب فرماتے ہیں کہ سب سے عمدہ عادت خبرداری کی ہے جو سب عادتوں کو نیک بناتی ہے

خوشی کی عادت ہی بن سکتی ہے

عادت کو انسان کی طبیعت میں اتنا داخل ہے کہ خوشی کی عادت اچھی بن سکتی ہے بعض آدمی چیزوں کی خوش اسلوبی اور فائدے پر نظر رکھتے ہیں اور اکثر لوگوں کے نقصانوں اور قباحتوں کا خیال دور کیا کرتے ہیں مگر وہ اکثر جانسن صاحب کا مقولہ ہے کہ جس شخص کی عادت کسی چیز کے حسن یعنی بہتری یا فائدے کے دیکھنے کی ہوتی ہے وہ دس ہزار روپیہ سالانہ کی آمدنی سے بھی زیادہ تر خوشی رکھتا ہے اور یہ امر اختیار ہی ہے اور اس عادت کو داناؤں نے خوش جیا میں شمار کیا ہے اور فائدہ اسکا ہم نکالا ہے کہ ایسی عادت سے انسان نیک مزاج بن جاتا ہے اور نسبت تکمیل علم یا مہارت کے طبیعت اسکی نہایت سلیس ہو جاتی ہے۔

نیک رویہ کی

جس طرح ذرہ ذرہ سے سوراجوں سے روشنی دکھائی دیتی ہے اسی طرح انسان کا چلن ذرہ ذرہ سے کاموں سے روشن ہو جاتا ہے سلسلے ہر ایک کام کو آبرو اور خوبی سے انجام دینا نیک چلن میں داخل کیا گیا ہے روزمرہ کو بالیک کہان ہے عادت جسمیں سے خوبیوں کو چن کر چلن بناتی ہے اور امتحان چلن کا یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے کے ساتھ کسی طرح پیش آتا ہے اعلیٰ اور فی ارباب و اے سے اُس کے رتبہ کے موافق پیش آنا دوسروں کو اسلئے خوش کرتا ہے کہ

اُس میں اُن کی عزت ہوتی ہے اور اپنے آپ کو بہ نسبت اُن کے دس گونہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔
 اس لئے ہر فرد بشر کو لازم ہے کہ جیسے وہ اور باتوں میں تعلیم پاتے ہیں ویسے ہی نیک رویہ ہوتے ہیں۔
 یہی اپنے آپ کو نیک تعلیم دین کو کسی کے پاس دولت نہو مگر وہ ہر بانی اور نیک رویہ کی ضرورت
 سیکھے۔ جس طرح خوشی ہر ایک چیز کی رنگت کو خوش نما ظاہر کرتی ہے اسی طرح انسان کا
 حلم اور نیک رویہ ہونا ہر ایک چیز کو رونق بخشتا ہے جو شخص نیک اور حلیم ہوتا ہے اُس کی طاقت
 ظلم و تعدی کی قوت سے زیادہ مضبوط ہوتی ہے اور ترقی اُس کی ایسی پوشیدہ ہے کہ جیسے خوب
 گہاس باوجود کمزور ہونے کے اس قدر قوت بالیدگی یعنی برہنہ کی رکھتی ہے کہ وہ پہلون کو
 ہٹا کر زمین سے باہر نکل آتی ہے

خلیق ہونا

اخلاق اور نیک طریقہ زندگی کا انیس لباس اور بے بہا زیور ہے قانون کی نسبت اُس سے
 زیادہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کیونکہ قانون اخلاق اور نیک طریقوں کے ظاہر کرنے کے لئے بنا
 جاتے ہیں علاوہ اسکے قانون صرف کسی خاص جگہ رائج ہوتے ہیں اور اخلاق و نیک طریقہ
 ہر ایک جگہ انسان کے ساتھ رہتا ہے جن میں صرف خلق اور مہربانی ہوتی ہے اُن کا رتبہ
 نیک چلنی سے کم نہیں کیونکہ تمام کاروبار میں دنیا کے خلق ایک نیرا اصول ہے۔

میری وٹلی لیڈی مائٹیک صاحبہ دیوک آف کنگٹن صاحبہ کی مئی ۱۹۰۶ء
 میں پیدا ہوئیں اور لکسمبرج میں انتقال کیا انہوں نے اپنی زندگی میں انشائیہ کی ایک کتاب
 تصنیف کی جسکو اُن کے نمبرہ لارڈ وٹکلف صاحب نے مشتمل کر لیا۔ لیڈی صاحبہ کا مقولہ
 کہ خلق کے برتاؤ میں کچھ لاگت نہیں ہوتی اور لطف یہ ہے کہ اس سے سب چیزیں حاصل ہوتی
 ہیں سب سے ارزان یعنی سستی چیز مہربانی ہے جس کے عمل کرنے میں بہت کم تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے

دار و پر لیمہ صاحب چٹکا اصلی نام ولیم سیل ہے انگلستان کے میشرشی اور خراجی تاجر۔
 شائع میں پیدا ہوئے اور شائع میں انتقال کیا صاحب موصوف نے ملکہ الیزبتہ کو
 تخت نشینی انگلستان کے زمانے میں یہ نصیحت کی کہ آپ رعیت کے دلوں کو ماتہ میں لائیں جو
 نچو جان و مال سے آپ کی طرف رجوع ہو جائے گی۔ اگر کوئی کسی کے ساتھ ولی مہربانی نہیں
 آئے جس میں کچھ بناوٹ اور ملاوٹ نہ ہو تو اس کا نتیجہ نہایت خوشی نخواستہ ہے اسمیں کچھ شک نہیں
 کہ ذرہ ذرہ سی مہربانی دیکھنے میں حقیقت اور بے حقیقت معلوم ہوتی ہے گریب بار بار ہونے سے
 ایک انبار بجاتا ہے تب اس کا فائدہ مفہوم ہوتا ہے جیسے ایک دن میں ایک منٹ کی کچھ بھی قدر
 نہیں ہوتی لیکن ایک برس کے بعد دیکھتے ہیں اس کی اُحد و شمار ہو جاتی ہے۔

طریق انکسار

کفنگو کا سلیقہ ہر ایک کام کو رونق بخشتا ہے۔ مہربانی کا کلام اور کام ایک طریقہ رکھتا ہے جو
 اور کام دونوں کی قدر و قیمت کو بڑھاتا ہے۔ جو کام چنچلا کر یا ترائی ظاہر کر کے کہا جاتا ہے وہ مہربانی
 میں داخل نہیں ہے بعض شخص اپنے چنچلائے پر فخر کیا کرتے ہیں اسلئے یہ عجیب انگلی ساری خوبیاں
 اور لیاقتوں کو دبا کر لیتا ہے یعنی انگلی ساری خوبیاں سخت کلامی سے مغلوب ہو جاتی ہیں کفنگو
 کوئی شخص ایسی سخت ضرب سے اپنی عزت کو زخمی کرنا نہیں چاہتا اسی قسم کے بعض شخص
 ہوتے ہیں کہ وہ اپنی ترائی کے سامنے دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں اور کوئی موقع اپنی ترائی کے
 ظاہر کرنے سے خالی نہیں چھوڑتے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ڈاکٹر امیر علی صاحب آف۔
 آر۔ ایس جو مشہور سر جرنل ڈاکٹر تھے اور جب چاکلن ظاہر اور باطن میں بھی یکساں تھا اور جہوں
 نے شائع میں انتقال کیا ایک دولتمند یا احتیاد عطار کے مکان پر گئے اتفاقاً اُس زمانے میں۔
 بار تھا میو کے مہیڈال میں ڈاکٹر سی کا ایک عہدہ خالی تھا عطار نے ڈاکٹر صاحب کو دیکھ کر بہت

خیال کہ یہ میرے پاس سفارش کی درخواست لائے ہیں بڑی سخت سے کہا کہ صاحب میں خیال کرتا ہوں کہ آپ میری سفارش چاہتے ہیں تاکہ اپنی زندگی میں فائدہ اُتھالیں و اکثر صاحب کو یہ گفتگو نہایت ناگوار گزری اور برہم ہو کر کہا کہ میں سفارش نہیں چاہتا مجھ کو ایک پیسے کے اخیر قبول دو کہ میں جلد جانا چاہتا ہوں۔

ملاہٹ اور عالی خاندانی

اگرچہ زیادتی مشق تکلف کی انسان کو فضول گو اور سادہ لوح کو دیتی ہے مگر ان لوگوں کو جو دوسروں کے ساتھ کاروبار کا معاملہ رکھتے ہیں اسکی نہایت ضرورت پڑتی ہے۔ ملاہٹ اور عالی خاندانی مختصر عہدوں پر کامیاب ہونے کا وسیلہ سمجھی جاتی ہے۔ اکثر معلوم ہوا ہے کہ جو لوگ ان دونوں صفتوں سے خالی ہیں انکا نتیجہ زیادتی محنت۔ رستہ دلی دیانت داری۔ چلن کا بہت سی حالتوں میں فنا ہو گیا ہے۔

ایسے آدمی بہت ہی کم ہوتے ہیں جو دوسروں کے سخت طریقہ کو برداشت کر کے سچی صفت کو دیکھتے ہیں عموماً معلوم ہوا ہے کہ دنیا ظاہری چلن کے مطابق پسند اور انصاف کرتی ہے۔

آفاق رائے

دوسروں کی رائے سے اپنی رائے کا متفق کرنا ایک ایسا اچھا طریقہ ہے کہ جس سے سچا طریقہ ظاہر ہوتا ہے۔ بعض شخص ایسے ہوتے ہیں کہ دوسروں کی رائے کو خواہ کیسی ہی عمدہ کہو نہ ہو گروہ پسند نہیں کرتے اور اپنی رائے کو چاہے وہ کیسی ہی ناقص ہو اور ان کی رائے پر ترجیح دیتے ہیں خلیفوں کے نزدیک یہ بات بہت عجیب ہے خود پسندی جب انسان میں پائی ہو مضبوط ہو جاتی ہے تو وہ نہایت جاہل بن جاتا ہے اور سب سے عریض عادت کشینی کی چیز پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کہنے سے ہمارا کچھ یہ مطلب نہیں کہ انسان ہمیشہ ایک دوسرے سے

متفق رائے رہے بلکہ اصلی تعرض اس بیان کی یہ ہے کہ جب کوئی کسی کی رائے کو دیکھے تو اسکو تسلیم کرے اور اصول اور رائے نہایت ملائمت کے ساتھ بیان ہو مگر جگہ جگہ سخت کلامی زبان پر نہ آئے کیونکہ سخت کلامی کا ترجمہ نرم کی سچی ہوئی تلووار کے زخم کی مانند ہوتا ہے۔

سچے خلق کا حاصل ہوتا

سچا خلق مہربانی کے خیالات اور راست دلی سے پیدا ہوتا ہے یہ کچھ ضرور نہیں کہ کسی صفتیں کسی خاص عہد و دریاوی رتبہ ہی میں پائی جائیں بلکہ یہ صفتیں جس طرح ایک امیر میں پائی جائیں گی اسی طرح ایک غریب مزدور میں بھی ہوں گی خداوند تعالیٰ کی قدرت نے اعلیٰ ادنیٰ ہر غریب کو ان صفتوں سے محروم نہیں رکھا اور ان صفتوں کے اختیار کرنے میں سوائے فائدے کے کسی کا کچھ نقصان نہیں ہے۔ جو شخص محنتی ہے اسکی محنت کے ساتھ یہ شرط لازم نہیں ہے کہ وہ سخت اور بد مزاج ہو۔ حقیقت میں سچا خرافہ حالی ہمت بھی ہوتا ہے۔

عقل تراجمی خوب صورتی اور لباس کی نسبت نیک چلنی اور راست دلی کی قدر زیادہ کرتے ہیں گو وہ لوگ جاہلون کی نظروں میں سوائے معلوم ہونے ہیں مگر ہر ہی سب کی شکون میں غریب ہو کر رہتے ہیں۔

محنت و خلق کا نتیجہ

دیسیم اور چارلس گراٹ۔ ساکن صوبہ انوریشٹر ایک کسان کے بیٹے تھے اتفاقاً زمانہ کی گردش سے یکایک غریب ہو گئے پہا تک کہ واسطے زراعت کے بھی زمین ان کے قبضہ میں نہ رہی آخر کار وہ تاجا ہو کر پنج پندر کے بالوں کے معاش کی تلاش میں اپنے شہر سے باہر نکلے اور

جنوب کی جانب سفر کرتے کرتے بارے واقعہ لینگشیر میں پہنچے اور ویلسلی کے قریب جو ایک
 بہار تھا اُس پر چڑھ کر ملک کو چاروں طرف دیکھنے لگے دریائے ارویل سے پہنچ کر پہاڑ کی گھاٹیوں
 میں نظر آیا جو کوہِ ومان بالکل اجنبی تھے یعنی اُن کو معلوم نہ تھا کہ کس طرف کو جاویں اسلئے
 انہوں نے ایک لائٹی کھڑی کی اور اس بات پر اتفاق کیا کہ حسبِ طرف یہ لائٹی گرے گی
 اُس طرف کو ہم جاویں گے اور اُس طرف جانے سے خدا ہماری بہتری کرے گا چنانچہ
 انہوں نے ایسا ہی کیا کہ ایک گائونین جو بہت دور نہ تھا پہنچ کر ایک چاہِ خانہ میں نوکری
 اختیار کی اور اپنی محنت - دیانت - راست دلی - سے اپنے آقا کو خوش کر کے درجہ بدرجہ
 ترقی پائی اور اس عرصہ میں دو نوٹوں لے کر پہنچے ایسے ہوشیار ہو گئے کہ اپنا کام آپ
 سنبھالنے لگے غرض کہ تھوڑی مدت بعد وہ کسان اپنی محنت اور نیک صفتوں کے باعث
 پیسے دولت مند اور معزز ہو گئے کہ سب اُنکی تعظیم کرنے لگے اور اُنکے چاہِ خانہ اور روفی کی
 کلون کے کارخانہ سے بہت سے غریبوں کی پرورش ہونے لگی علاوہ اسکے انہوں نے تنظیم
 فیض سانی رفادہ عام کے مکانات اور مدرسے تعمیر کرائے اور اپنے گروہ کے غریب و یتیموں کو
 مقدور تک بہت فائدہ پہنچایا اور ایک بڑا برج اُس بہار پر جہاں انہوں نے لائٹی شگون
 لینے کے لئے کھڑی کی تھی بنوایا۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ علیچتر کے سوداگر نے ایک مصمتوں توہین آمیز نسبت مستر گرانت اور
 ولیم کے چیلو یا حب اُنکو اس بات کی خبر دی کہ ولیم صاحب بولے کہ ہم کو اس سے
 کمزور ہونا چاہئے وہ ضرور اپنی زندگی میں کبھی ایسی باتوں سے توہین کرے گا سو اگر
 نے ولیم کا یہ مقولہ سنا تو کہا کہ وہ جانتے ہوں گے کہ کبھی میں انکا قصداں ہو جاؤں گا
 سو اس سے میں خوب خبردار اور ہوشیار ہوں گا زائد کے اتفاقات سے کبھی برس بعد

اس سوداگر کو اس قدر نقصان سوداگری میں پہنچا کہ وہ نہایت غریب ہو گیا اور جو کہ وہاں
 یہ دستور تھا کہ جس وقت کوئی سوداگر غریب ہو جاتا تھا تو پھر وہ اپنا سوداگری کا کاروبار
 جاری کرنے کے لئے جب تک معزز سوداگروں کی سند و تخطی یا مہر ہی حاصل نہ کر لیتا تھا
 تب تک اس کا کام جاری نہ ہوتا تھا اس لئے وہ سوداگری میں بات یاد کر کے کہ بیٹے ایک زمانہ میں مسٹر
 گرانٹ کی چھوٹی چوٹی تھی اس کی سند حاصل کرنے سے ناامید ہوا یعنی اس کو یہ خیال گزر گیا
 مسٹر گرانٹ تو ہیں کے بدلے میرے ساتھ شہادت پر دستخط نہ کریں گے اگرچہ ایسے ایسے وسوسہ
 اس کے دل پر گزرتے تھے مگر اس کی غریبی اور عیال داری اس کو مجبور کرتی تھی آخر کار ناچار
 ہو کر اسے سند پر دستخط کرنے کی مسٹر گرانٹ سے التجا کی اور اپنا سارا حال بیان کیا مسٹر
 گرانٹ نے یہ سب قصہ سن کر فرمایا کہ آپ نے ایک مرتبہ ہماری منبت توہین کا مصنون چھپوایا
 تھا اگر میں ایک ایماندار سوداگر کی سند پر دستخط کرنے سے انکار نہیں کرتا اور بیٹے کہہ رہے ہیں کہ
 برائی نہیں سنی یہ کہہ کر اس کی سند پر دستخط کر دے اس وقت اس سوداگر کا عجیب حال تھا
 کہ کبھی اپنے دل میں یہ خیال کرتا تھا کہ کاش وہ مصنون آگ میں جل جاتا اور کبھی مسٹر گرانٹ
 کی مہربانی کو یاد کر کے زار زار روتا تھا۔ اس وقت صاحب موصوف نے فرمایا کہ کیوں صاحب نے
 دیکھا کہ میرا کہنا سچ ہوا کہ ایسی باتوں سے آپ ایک روز تو یہ کریں گے اور یہ بات کچھ ہم کا
 کی نہ تھی جیسا آپ سمجھتے تھے بلکہ مطلب میرے اس کہنے کا یہ تھا کہ ایک روز آپ ہلکے پچھلے
 گے اور ہماری انداز سانی سے پچھتائیں گے یہ سن کر سوداگر بولا کہ فی الحقیقت مجھے یہ
 برا تصور ہوا میں آپ سے اس کی معافی چاہتا ہوں اور آئندہ کے لئے دل سے تو یہ
 کہتا ہوں صاحب نے یہ سن کر کہا کہ اچھا اچھا مگر آپ یہ تو کہیں کہ اب اپنی سوداگری کا
 سلسلہ آپ کیونکر جاری کریں گے اور کس طرح سے صورت اوقات بسر کی ہوگی؟

جواب دیا کہ اپنے دوستوں کی مدد سے کارروائی کی صورت کروں گا صاحب تم پوچھا کہ اگر
 عرصہ میں منہا سے بال بچے کس طرح پرورش پائیں گے سو اگر بولا کہ جب ایک فرض ادا
 ہوگا تب تک انکو کھانے پینے کی تکلیف نہ ہوگی یہ کوئی صورت آسانی کی تھل آئیگی صاحب
 موصوف نے یہ سنکر فرمایا کہ اسے عزیز ایسا نہیں ہو سکتا کہ منہا رہی بی بی اور بچے اس طرح
 پر تکلیف آتھیں تم مہربانی کر کے سو روپیہ کی ہتھی مجھے دے دو اور اپنی بی بی کو دوسرا
 نہ چاہئے اپنی ہمت بلند رکھو اور مردانگی سے کام کرو لڑکیوں سے کہ تم ہم لوگوں میں پیوستہ ہو گے
 اس مہربانی سے سو اگر کا دل اس قدر بہرہ آیا کہ وہ کلمات شکر گزاری کے ہی اچھی طرح اپنی
 زبان سے ادا کر سکا اور نہ زیادہ شہرے کی تاب لاسکا انجام کار سو روپیہ ملے اور بچوں کی ناک
 موٹہ دھانپ کر روتا اور چکپان لیتا ہوا کرے سے باہر نکل آیا۔

کا
مسٹر چائلس وکینس شہر بورٹس میں شائع میں پیدا ہوئے اور درجہ فضاہیت
 حاصل کر کے شائع میں جتہم نمبر رہے یعنی انہوں نے ایک اخبار دیلی نیوز نام جاری کیا
 کسی کتاب میں ہی بنائیں انکا مقولہ ہے کہ میں چریل اور ان کے بہائیوں کے چال
 چلن کی نسبت کہنے کو قلم اٹھاتا ہوں تو بے اختیار مجھ کو مسٹر گرانٹ صاحب اور ان کے بہائیوں
 محنت اور خلق کا حال یاد آجاتا ہے۔

شرافت کا رتبہ

سچا شریف وہی ہے کہ جسکی بنیاد عمدہ مثالوں پر رکھی گئی ہے۔ شرافت کا نام برا ہے اسی
 ہر ایک مجلس میں شریف کا رتبہ ہی زیادہ ہوتا ہے۔

ایک ضعیف و نسیبی سپہ سالار کا مقولہ ہے کہ شریف عموماً و خصوصاً خطرہ اور حاجت
 میں بھی شریف ہی رہتا ہے شرافت اتنا بڑا رتبہ کہتی ہے کہ خلیق شخص ہی اسکی تعظیم کرتے

ہیں۔ نامی لوگوں کو گو کوئی نمازے نگر شریف کو ضرور سب بایں کے رشتہ افش کچھ وضع اور طبع پر
 شخص نہیں اسکی بنیاد اخلاق پر قائم کی گئی ہے جس میں ذاتی صفات میں ہونی چاہئیں۔
حضرت داؤد زبور شریف میں لکھتے ہیں کہ شریف آدمی وہ ہے جس کا چہن سیدنا ہے۔
 رہنمائی اسکا کام ہے۔ سچائی اس کے دل میں ہوتی ہے۔

ہمدردی

شریف آدمی اپنی عزت کے واسطے لحاظ کیا جاتا ہے۔ درد مجھسی اور چہن کی اسکو ترمی قدر ہو
 ہے صرف ظاہر داری ہی کو وہ پسند نہیں کرتا بلکہ وہ اُس بات کو پسندیدہ سمجھتا ہے جس کو اس
 دل قبول کرتا ہے۔ جیسا وہ اپنے آپ کو جانتا ہے ویسا ہی دوسروں کو بھی پہچانتا ہے۔ سمجھتا
 درد اس کے دلیں ہوتا ہے جس سے وہ حق اور مہربانی اور فیاضی کے کام کرتا ہے۔

لا روایہ و رد فہر لہ صاحب خلف دیوک آفانیتر صاحب ہار اکتوبر شائع
 کو پیدا ہوئے اور ۳ جون شائع میں وفات پائی ایک بار کا ذکر ہے کہ صاحب موصوف نے
 ملک کینڈا کا سفر کیا۔ سہ ماہ میں انہوں نے دیکھا کہ ایک عورت اپنے خاوند کا بوجھ لے ہوئے
 جاتی ہے مگر بوجھ کے مارے گرمی پر تپتی ہے اور خاوند پر جو ساتھ تھا کچھ بوجھ نہیں ہے صاحب نے
 تہ مجھسی کے درد سے اسکا بوجھ اپنے کندھے پر اٹھایا اور اسکو مصیبت سے بچایا۔ پس سمجھنا
 چاہئے کہ یہ تمثیل سچی مہربانی کی ہے۔ جسکو اہل قرآنس دلی شفقت کہتے ہیں

شریف کا رشوت تہیما

سچے شریف شخص کو اپنی عزت کا بہت خیال رہتا ہے اسلئے وہ ہر ایک کینڈہ یعنی برے کاموں سے
 پرہیز کرتا رہتا ہے۔ دیانت داری اسکی گفتگو اور کام میں ہوتی ہے۔ کبھی وہ راستی سے
 جدا نہیں ہوتا دیانت دار ہمیشہ گفتگو میں صاف رہتا ہے جو شریف ہے وہ کبھی رشوت کے

پاس نہیں پہنکتا ثبوت صرف وہی لوگ لیتے ہیں جبکہ اخلاق کے اصولوں سے واقفیت
 نہیں اور اپنے آپ آپ کو ان خریداروں کے ماتھے پیچھے ہیں جو خاطر خواہ نفع اٹھاتے ہیں
جو تاس مہومی صاحب مشہور فیاض سوداگر اور سیاح شجاع مین بدایہ
 شجاع مین انتقال کیا۔ نادر شاہ کے زمانہ مین فارس کوچی گئے تھے جب یہ صاحب کمیت
 کے کھتر ہوئے انہوں نے کبھی کسی طرح کا کوئی تحفہ تہیکہ داروں وغیرہ سے نہ لیا کہ انصاف
 وقت مروت شاید نہ آجائے

۱۲ اگست شجاع مین انگریزوں اور مرہٹوں کے درمیان جب لڑائی ہوئی اور سر آر تھر ولسلی
 صاحب عرف دیول آف ولنگٹن نے فتح پائی تو اس کے چند روز بعد ایک دن صبح کے وقت ریا
 حیدر آباد کا وزیر اعظم صاحب موصوف کے پاس یہ باجر اپوشیدہ دریافت کرنے آیا کہ مرہٹوں
 اور نواب صاحب حیدر آباد کے درمیان جو صلح نامہ ہوا ہے اس مین کون کون سی شرطیں نواب
 صاحب کے فائدے کی ہیں اور اس امر کی آگاہی کے عوض مین دس لاکھ روپیہ سے زیادہ
 دینے کا اقرار کیا صاحب یہ سنکر تھوڑی دیر تک خاموش وزیر کی صورت دیکھتے رہے پھر فرمایا
 آپ اس بات کو کسی سے کہیں گے تو نہیں وزیر نے اقرار کیا کہ مین ہرگز کسی سے کہوں گا۔
 صاحب موصوف نے اس وقت مسکرا کر فرمایا کہ آپ ایسا ہی مجھ کو بھی خیال کرتے ہیں یہ کہ کر
 وزیر صاحب کو رخصت کیا

سوچو تو یہ امر انکی برسی عزت کا باعث ہوا کیونکہ صاحب موصوف جب ہندوستان مین کامیاب
 ہوئے تھے تو انکو وہ اختیار حاصل تھا کہ اگر چاہتے تو اس طرح سے بہت سی دولت جمع کر لیتے مگر
 انہوں نے برخلاف اسکے ایک پیسہ ہی نہیں لیا انگلستان کو غریب آدمیوں کی مانند واپس گئے
 علی ہذا القیاس صاحب موصوف کے ایک رشتہ دار مارکولس ولسلی صاحب نے جب میسور کی

لڑائی فتح کی تو وہ اکثر دن ایسٹ انڈیا کمپنی نے اُن کو دس لاکھ روپیہ دینا چاہا مگر انہوں نے یہ کہہ کر کہ مجکو یہ نسبت اپنے سب پارسیوں کا برا خیال ہے روپیہ لینے سے انکار کیا

شہریتوں کی صفیتیں

یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ شرافت کے ساتھ دولت اور تہذیبی شرط ہو کیونکہ غریب آدمی بھی اپنے روزمرہ کے چلن میں شریف ہو سکتا ہے۔ دیانت داری۔ سچائی۔ انصاف پسندی۔ خلعت ہونا۔ قائم قراجی۔ بلند ہمتی۔ اپنی عزت کا لحاظ۔ اپنی مدد کرنی یہ سب صفیتیں جن کو حاصل ہیں وہ بھی شریف ہیں۔ اگر یہ تعریفیں کسی غریب میں پائی جائیں تو وہ اُس امیر سے بہتر ہے جو ان تعریفوں سے محروم ہے اس محل پر پولوس صاحب فرماتے ہیں کہ غریب آدمی کے پاس گو کچھ دولت نہیں۔ لیکن خوبی زندگی کی اُسکو حاصل ہے۔ امیر کے پاس اگرچہ ساری چیزیں موجود ہوتی ہیں مگر صرف شرافت کی صفیتوں کے نہ ہونے سے اُسکو لطف زندگی نہیں حاصل ہوتا غریب شریف ایک چیز کی امید کر سکتا ہے اور کسی سے دُرتا نہیں برخلاف اسکے دولت مند کو فی امید نہیں کر سکتا ساری باتوں سے خوفناک رہتا ہے اگرچہ کسی کے پاس سے دولت جاتی رہی ہو لیکن وہ ہمیشہ ہمت۔ خوشی۔ امید۔ نگوئی۔ لحاظ۔ ابرو۔ باقی ہو تو وہ شخص وحیثیت دولت مند ہے کیونکہ دنیا میں لوگوں کو اُس کا اعتبار ہے اس لئے وہ سچا شریف کہلا جائے گا

غریب میں شرافت کے ساتھ حرارت کا ہونا

اکثر حرارت اور شرافت غریب آدمیوں میں پائی جاتی ہے گو یا حرارت شرافت کا ایک جزو ہے چنانچہ صداقت اس بیان کی ایک پورائی تمثیل سے ظاہر ہوتی ہے نقل ہے کہ دریائے اینج جو لمبا ریزی میں بہتا ہے ایک بار اس قدر چڑھ آیا کہ اُس کے صدر سے درونا کھل بیٹ گیا صرف ایک در باقی رہ گیا کہ رفتہ رفتہ وہ بھی دریا بڑھوٹے لگا اور اس در میں ایک رکھ

ہینا ہوا تھا کہ جہاں بہت سی آدمی کہڑ کیوں کے اندر سے سر نکال کر لب دریا کے کھڑے ہوتے دیکھتے
 آدمیوں سے اپنی جان بچانے کی درخواست کر رہے تھے یہ حال دیکھ کر کوٹ اسپال ورنی صاحب
 نے فرمایا کہ جو کوئی ان لوگوں کو دیکھتے ہے چپا سے گا اسکو میں فرانس کا ایک سو کھروڑ کا یہ پیشہ
 ایک جوان کسان اُس مجمع میں سے علیحدہ ہو کر کشتی لے وانا پتچا اور اُن لوگوں کو سوار کر
 صحیح سلامت کنارہ پر لے آیا اسوقت کوٹ صاحب نے اپنے وعدے کی بموجب اُس کسان کو
 روپیہ دینا چاہا مگر اُس بہادر جوان نے روپیہ کے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ میں اپنی زندگی چھوڑ
 نہیں چاہتا بہتر ہے کہ آپ یہ روپیہ اُن لوگوں کو دیں جنکی حاجت مجھے زیادہ ہے۔ اس کے ظاہر
 ہے کہ گو وہ شخص ایک غریب کسان تھا مگر شرف اُسمیں بخود تھی۔

نیک پادشاہوں کو رعیت کا خیال ہوتا ہے

مستور ولیم برٹل تریبل صاحب بیٹے ڈاکٹر تریبل صاحب کے تھے جن میں پیدا ہوئے اور
 علم تواریخ میں خوب مہارت بہم پہنچائی جیسا کہ صاحب موصوف نے ملک ایشیہ کے حالات میں ایک
 کتاب بنامی اجمین وہ لکھتے ہیں کہ وہ اُن کی رعیت اپنے پادشاہ کے نیک ہونے سے نہایت احسان مند
 تھی ایک روز کا ذکر ہے کہ دارالخلافہ شہر وینا میں سرحد کی شدت ہوئی اُس زمانے میں بادشاہ
 وہ اُن کے فرانس صاحب تھے جینا و سلوواکیا کے ایک مصاحب کے ساتھ رہا یا کی نگرانی حال سے
 لے گلی کو چون میں برابر پہنچا کرتے تھے۔ ایک دن جب پادشاہ صاحب گشت میں تھے تو کیا دیکھئے
 کہ رعیت میں سے کسی کا جنازہ صرف ایک شخص کی ہمراہی میں جاتا ہے بادشاہ نے دریافت کیا کہ
 یہ کس کا جنازہ ہے جسکے ساتھ صرف ایک ہی آدمی جاتا ہے جنازے کے ہمراہی نے بیان کیا کہ یہ جنازہ
 ایک غریب آدمی کا ہے اس مرض کے دور سے متوفی کے رشتہ داروں نے جنازہ کا ساتھ نہیں
 دیا بادشاہ نے فرمایا کہ اس کے رشتہ داروں کے بدلے میں اسکو دفن کروں گا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میری

عزت میں سے کوئی غریب آدمی غیر میں رکھا جائے اور اسکی آخری خطیم ہو یہ کہا بادشاہ صاحب
موصوف مدفن ایک جنازے کے ساتھ گئے اور وہاں ننگے سر پہرے ہو کر میت کی ساری رسمیں ادا
کیں خوش کہ بری عزت کے ساتھ بادشاہ صاحب کی توجہ سے اس غریب آدمی کی نشوونما ہوئی
اسی طرح پر ایک اور نفل ہے کہ وہ غریب آدمی ملک اسپین کے رہنے والے فرانس کے دارالاملاہ شہر
سیرس میں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک جنازہ جاتا ہے جسکے ساتھ کوئی نہیں یہاں تک کہ اسوقت
میتوں کے کتے نے بھی ساتھ دینے سے پہلو تہی کیا ہے اور مزید سے بران اندر پہرہ ہو رہے ہیں
نہ عزتوں کا برس رہا ہے۔ یہ حال کیسی کا دیکھ کر ان دونوں نیک آدمیوں کا دل قابو میں
نہ رہ سکا یہ اختیار ہو کر ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ افسوس ایسے وقت میں اس جنازہ کے
ساتھ کوئی ہی نہیں آؤ ہم تم ساتھ چلیں اور اسے دفن کر دیں چنانچہ وہ دونوں نیک آدمی
ننگے سر اس کے ساتھ گئے اور عید ادا کرنے سب رسموں کے میت کو دفن کیا پس نیک بادشاہ
اپنی رعیت کا اور نیک لوگ اپنی ہم وطنی کا بڑا خیال رکھتے ہیں حقیقت میں اس صفت سے
انسان نہایت نیک گنا جاتا ہے۔

رستبازی سب بڑا رتبہ ہے

شریف لوگ رستبازی یعنی سچائی کو نہایت پسند کرتے ہیں کیونکہ یہ شریف خوب جانتے ہیں کہ
زبان کی سچائی سے سارے کاروبار کی درستی ہوتی ہے۔

لاہور قلعہ دار میں مشہور صاحب جیہ فیلڈ کے ایرل ماہ ستمبر ۱۹۹۲ء میں پیدا ہوئے اور
ہم دریاچہ سندھ کے قریب پانی پور کا مقولہ ہے کہ رستبازی نے دنیا میں محلو کا مہاب کیا۔
سچائی میری قوم کو نہایت پسند ہے۔

دیوک آف ویلنگٹن صاحب کو جوت سے تہایت نفرت تھی جب انگریزوں کی۔

فرانسیسوں سے لڑائی ہوئی تو صاحب موصوف نے فرانسیسی فوج کے ایک سردار افسر کا رینگ
 لکھ بھیجا کہ انگریز علاوہ بہادری کے ایک اور بات یعنی سچائی بھی رکھتے ہیں جس پر انہیں برا فخر
 پس جب انگریزی افسروں نے عہد کر لیا ہے کہ ہم نہیں بہاگیں گے تو تم میرے اور ان کے
 کہنے کا یقین لاؤ اور ان کے وعدہ کو سچا سمجھو وہ اپنے عہد کو کبھی نہ توڑیں گے اور انگریز افسر کا ایک
 کلمہ سپاہیوں کی نگرانی کی نسبت زیادہ حفاظت کرتا ہے۔

بہادری و شرافت کا ساتھ ہوتا

بہادری اور شرافت دونوں ساتھ ہوتی ہیں جو شخص حقیقت میں بہادر ہوتا ہے وہ خلق اور
 عادت عفو کی رکھتا ہے ظلم سے نفرت کرتا ہے۔

سرجان قرنگل صاحب جو شجاع بین و تدیان کے گورنر ہوئے اور جنہوں نے تیسری
 بار بحر شمالی کا سفر اختیار کیا کہ جس سے وہ پہر واپس ہو کر نہ آئے شجاع بین سرفیل ایل
 کلنگ صاحب انکی یہ خبر لائے کہ صاحب موصوف کا وٹان انتقال ہو گیا سیری صاحب
 صاحب متوفی کی نسبت فرماتے ہیں کہ وہ ایسے شخص تھے کہ جیسے جی انہوں نے کسی خطرہ سے
 منہ نہیں مورا اور رحم دلی انہیں اتنی تھی کہ مجھ تک کا ستانا بھی پسند نہ کرتے تھے۔

مقام ایل بادون واقع ملک اسپین میں جب لڑائی ہو رہی تھی تب ایک فرانسیسی افسر سے
 سچی شرافت ظہور میں آئی جسکی تفصیل یہ ہے کہ لڑائی کے میدان میں افسر صاحب موصوف
 نے سرفیلٹن ہروی صاحب پر تلوار کا وار کرنا چاہا مگر جب افسر صاحب کو معلوم ہو گیا کہ سرفیلٹن
 صاحب صرف ایک ہی بازو اپنے جسم میں رکھتے ہیں یعنی دوسرا ہاتھ انکا تارو ہے تو فوراً انہوں
 نے تلوار کو روک کر نیچے ڈال دیا اور سلامی ہاتھ کر وٹان سے چل وئے کیونکہ انکی بہادری کی غمت
 شمس امر کا تقاضا کیا کہ میں دونوں ہاتھ کا ہو کر ایک ہاتھ والے آدمی کے اوپر تلوار کا تھاتا ہوں

انگریزوں کی بہادری اور شرافت

اہل انگلینڈ بڑے بہادر اور شریف ہیں جان کا خوف نہ کرنا اور دوستوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا یہ دونوں صفات ان میں ایسی ہیں کہ تواریخوں میں ہی جنکا نظیر نہیں چنانچہ تصدیق اسکی سیستوپال کی لڑائی سے ہو سکتی ہے دیکھو جب نیکولس روس کے بادشاہ نے چاہا کہ ترکیستان یعنی روم واقع دریائے قریوب کے صوبے کو اپنے قبضہ میں لائے تب انگلستان اور فرانس نے جو ان دونوں صفتوں سے متصف ہیں اپنا ارادہ ظاہر کیا یعنی شائع میں بڑے مضبوط روسی قلعہ سیستوپال کو جو کہ کیا میں واقع ہے محاصرہ کر لیا اور دو برسی خونریز لڑائیاں ایک مقام بلیک لاوائین اور دوسری انگریزین میں ہوئیں اور بعد محاصرہ بارہ مہینے کے آخر کار شائع میں قلعے کی جانب جنوب سے اہل انگلینڈ اور فرانس نے حملہ کر کے فتح حاصل کی مگر جب روس کے بادشاہ نے وفات پائی اور ان کی جگہ شاہ الکندر یعنی بادشاہ حال تخت پر بیٹھے تو انہوں نے صلح کی۔ پس ایسی دہشت ناک قلعے کے فتح کرنے سے ظاہر ہے کہ اہل انگلینڈ اور فرانس نے اپنے بزرگوں کے چلن کی موافق عمل کیا۔

شائع میں بھی ہندوستان کے اندر اہل انگلینڈ کی بہادری کی صفات خاص و عام پر ظاہر ہو چکی ہیں نیل صاحب کا مقام کانپور پر کچی کرنا ہولک صاحب کا لکھنؤ پر چھپنا انگریزی فوجوں پر سپاہیوں کو دل سے یہ خواہش کرنی کہ جس طرح ممکن ہو ہم صاحبوں اور بچوں کو بچائے۔

اور ٹرم صاحب کا اپنے تخت کے افسر ہولک صاحب کو لکھنؤ کے اوپر حملہ کرنے کی اجازت دینا بہادری سدا کی صاحب کی شجاعت سے کم نہیں اور انکو خطاب بی اردو آف انڈیا یعنی بڑے بہادر شہزادہ دیا گیا وہ درحقیقت اسی کے لائق تھے۔ ہنری لارنس صاحب شریف اور بہادر کامرے میں یہ وصیت کرنا کہ میرے تجزیہ نگاروں میں کچھ دھوم دھام باجے وغیرہ کی نگرنا چپ چاپ سپاہیوں کے ساتھ

دفعہ کو دینا سکا لیکن کبھی صاحب کا محصورین کو لکھنؤ کے چہرے کی برز دین پر ہی درود مری
 ظاہر کرنی مستورات انگریزی اور بچوں کو ایسے نازک وقت میں کہ جب دشمن حملہ کرتے تھے کانپور میں
 لانا اور خبر داری سے انکو پل پر سے اتار کر صحیح و سلامت اور آباد کے رستہ پر پہنچانا اور وہاں سے صبا
 موصوف کا سبلی کی مانند گوالیار کے باغیوں پر حملہ کرنا۔ ایسے واقعے ہیں کہ تواریخوں میں جنگا نانی
 عرض کہ انگریزوں کو ان کی قوم کی ایسی ایسی باتوں نے مضحکہ کیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ
 سچی بہادری انگریزوں میں اتنا موجود ہے۔

یورپین سپاہیوں کا بچوں کی مانند غریب ہونا

شروع میں جب انگریزی سپاہی دشمنوں کے ہاتھ سے تسخیر ہو کر اگر د کے قلعے میں لائے گئے تو انکی
 خبر گیری اور پرورش کے لئے انگریزی مستوراتین تھیں یورپین اگرچہ وہ دیر کے بہادر اور جلیل تھے مگر
 ہمسوق کا چلن میاں عصمت مستورات کے بچوں کی مانند تھا یعنی اسدم کوئی ایسا سخت لگہ
 انکا سے میں نہ آیا جو کسی کو ناگوار کرتا یا تہذیب کے خلاف ہوتا جب اسن ہوا تب اس سپاہیوں
 نے جو زندہ رہے تھے ان میں صاحبوں کو مع انکی آیا وں کے تاج گنج کے باغ واقع آگن میں لایا
 اور یا جا بجا یا اور اپنی ملکی شریف عورتوں کا جنہوں نے حالت مجروحی میں انکے کہانے پیش کی۔
 خبر گیری کی تھی کہہ رہے ہو کہ شکر ادا کیا اور اسی طرح سیکوٹری کے پتھال میں سپاہیوں نے
 شکر گزاری ظاہر کی

شریف بچوں اور عورتوں کو اپنی جان زیادہ عزیز رکھتے ہیں

انگریز نامی ایک بہادر جو سائل اور نقایشت وریاے جسٹس کے کنارے پر ۲۶ فروری ۱۸۵۷ء میں تیار
 ہوا اس سے اس حدی کے لوگوں کی وہ بہادری ظاہر ہوئی جب پیر زمانہ محترم کرتا ہے یہ قیدیں
 انکے لئے کی گئی تھیں کہ جہاز موسومہ بالاجس بن ۲۷ مہر اور ۱۰۰ عورتیں اور بچے سوار

مرد و یک کی ملین اور تے سپاہی تھے۔ اور قلعہ کے کنارے کنارے آتا تھا اور یکے رات کے جب سب سوئے تھے اُسے ایک چپے ہوئے جہاز کی چٹان سے ٹکر کھائی اور ٹوٹ گیا تب جہاز کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ جہاز اب دو تباہہ طینور کے بختی سپاہ سپاہی مسلح اور تیار ہو کر پر پہ پہر ہو گئے اس وقت سب کی رائے سیات پر مشفق ہوئی کہ عورتوں اور بچوں کو بچانا چاہئے اسلئے سب نے عورتوں اور بچوں کو نکال کر ان کشتیوں میں جو جہازوں کے ساتھ رہتی ہیں سوار کر دیا کشتیاں وہاں سے روانہ ہو گئیں تب جہاز کے مالک نے کہا کہ تم میں سے جو کوئی تیر ہو وہ کشتیوں کو پکڑ کر اپنی جان بچاے یہ سنکر وہ مالک نے کہ کپتان رات صاحب بہادر نے کہا کہ اگر تم لوگ تیر کر ان کشتیوں کو پکڑو گے تو وزن کے سبب عورتوں اور بچوں کی کشتیاں بھی دوپ جائیں گی اس بات کے سننے سے سب بہادر سپاہی خاموش کہہ رہے اگرچہ کسی کو اپنے بچنے کی امید تھی مگر کسی نے اس امر کی پروا نہ کی اور اپنی زبان سے اُف تک نہ نکالی برابر کہہ رہے یہاں تک کہ وہ جہاز غرق ہوا اور جب ان سب بہادروں کی نوبت پانی کی تہ میں پہنچنے کی آئی تو انہوں نے یہاں سے اپنی اپنی بندوقوت کے قیر کے من بعد پانی ان کے سروں کے اوپر بہہ گیا یہ جہاز کے ساتھ سب کے سب دوپ گئے کپتان رات صاحب بہادر نے فریاد کیا انہوں نے یہاں جرمیاں کیا پس بہادر اور شریف لوگوں کی عزت اور طبائ کو کی طرح فنا نہیں بلکہ ایسی تشدد سے ہمیشہ کے لئے ان کی یادگار باقی ہے جسکو حقیقت میں زندگی جاودانی کہنا چاہئے۔

شہید کا پچانا

شرافت کے چچائے کی بہت سی صورتیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ شریف کیونکر اپنے اہل سنت کو رکھتا ہے عورتوں اور لڑکوں کے ساتھ اسکا چلن کیسا ہے افسرین سپاہی سے۔ آقا اپنے نوکر سے۔ استاد اپنے شاگرد سے رزور آور کم زور سے کس طرح پیش آتا ہے۔ انصاف و عضو

مہربانی۔ کی خدمتوں سے انسان کی شرافت بچا پاتی جاتی ہے۔ جو لوگ اپنے کمتر درجے والے سے کمتر کرتے ہیں وہ شریف نہیں جو لوگ کمزوروں اور مبکسوں پر ظلم کرتے ہیں وہ جوان مرد نہیں نامزد ہیں ظالم اپنی برائی کی عادتوں کا غلام ہوتا ہے جس کسی راست دل کو طاقت اور مقدر ہو گیا اور اسکو وہ بری ہوشیاری سے عمل میں لاتا ہے اسکا چلن شریف ہے انسان کے لئے بہتر ہے کہ طاقت دیو کی رکھے مگر دیو کی طرح اسکو استعمال کرنا ظلم میں داخل ہے شریف آدمی اپنے متوسلون ماسخون ہمسروں کے دلوں کی طرف توجہ کرتا ہے اور امن کی عزت کا لحاظ کر کے تعظیم کے ساتھ پیش آتا ہے۔

جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ دوسرے کو ایسا فائدہ زندگی کا حاصل نہیں ہوا جو چاہیے تو وہ امن کی خطا اور قصور معاف کرتا ہے ان کی کمزوری پر ترس کہا کر برداشت کرتا ہے بغیر دیکھے کسی کی خجلی کا یقین نہیں کرتا اپنے حیوانوں پر بھی رحم کی نظر رکھتا ہے ایسا شخص کبھی اپنی دولت اور طاقت اور شہس پر شینچی نہیں مارتا صاحب وہ کسی پر ایسا کرتا ہے تو اپنی برائی نہیں ظاہر کرتا سرور القرا سکاٹ صاحب مشہور انگریزی مفہام ایڈیٹر ہیں ۱۵ راست لکچر میں پیدا ہوئے اور ۱۹۵۵ء میں انتقال کیا وہ لکچر صاحب کی نسبت فرماتے ہیں کہ صاحب نے جو کچھ سیکھا وہ سب دینا دیا۔

لارڈ چٹھم صاحب جنکا اصلی نام سر ولیم پت صاحب ہے۔ ان کا تعلق انگریزوں سے ہے مشہور رکن سلطنت گزرے ہیں انکا مقولہ ہے کہ شریف وہ ہو سکتا ہے جو دوسروں کی خوبی دیکھ کر اسکو اپنی ذات میں پیدا کرے

شریف اپنے آرام کے لئے دوسروں کی تکلیف گوارا نہیں کرتا
سر رلیف ایر کر ابھی صاحب انگریزی افسر تھے بہادر مشہور تھے شریف میں

پیدا ہوئے اور پانچ شائع میں جب مقام ابو کریم جو اسکندریہ کے شرق میں واقع ہے لڑائی ہوئی تو صاحب موصوف رضی ہو گئے حب انکو چار فور و اینٹ پر لائے تپے خون کی تکلیف زیادہ ہوتے لگی اسلئے ایک سپاہی کا کبیل اس کے سر کے نیچے رکھ دیا گیا تاکہ اُن کو آرام ملے اس وقت صاحب مدوح نے پوچھا کہ میرے سر کے تلے کیا رکھا ہے لانے والے نے بیا کیا کہ ایک سپاہی کا کبیل ہے صاحب نے نصف دہر کو اُٹھا کر نام سپاہی کا دریافت کیا جواب ملا کہ ۱۲ بلشن کے وٹکن راسی سپاہی کا ہے یہ سنکر صاحب نے فرمایا لاہی اس سپاہی کو کبیل دید و غور کا مقام ہے کہ صاحب نے جان کنی کی حالت میں اپنی ہی کنی تکلیف کو اپنے آرام پر فوق ندیا حقیقت میں یہ چلن اٹھا سکتی صاحب کے شریف چلن سے کم نہ تھا۔

سرفیل مدنی آتشہ صاحب لکڑا بیرتہ کے زمانہ میں ترمی مشہور بہادر ہوئے ہیں شیع کو پندرہ ست واقع کینٹ میں پیدا ہوئے اور ۱ اکتوبر ۱۹۱۷ء میں صاحب شیع کے کہتے ہیں ایک کولی لگی جس کے صدر سے اُنکا گھنٹا توڑ گیا اور گولی اُنکی ران میں تر گئی مدت وقت صاحب نے یہ آخری جہرانی ظاہر کی کہ پینے کے لئے پیاس کی شدت میں پانی مانگا جب پانی نہ ملے رو رو دلا گیا ناگاہ اُنکی نگاہ ایک تخی سپاہی پر پڑی جو پیاس کے مارے تڑپ رہا تھا صاحب موصوف نے سپاہی کو بے کل دیکھ کر بانی نہ پیا اور فرمایا کہ یہ پانی اس شخص کو دے جو مجھے زیادہ پیاس ہے یہ واقع مقام ترغن میں واقع ہوا۔

مختصر صفات شہرت

تاس فل صاحب نے شریف کے چلن کو وقت بیان حال سرزنس و ریک صاحب کے مختصر چند لفظوں میں یوں ظاہر فرمایا کہ صاحب موصوف اپنی زندگی میں پاک

دستور العمل ہیں سبھی کے گلو میں سچے اپنے ماتحتوں پر رحم دل۔ کاپی سے تہایت نفرت کرتے ہیں۔
اپنے معاملوں میں کسی کی خبر داری پر بہرہ و سائنس کرتے تھے چاہے وہ کیسا ہی معتبر اور نامور
آدمی کیوں نہ ہو۔ خط سے دور تھے تہمت سے انکار نہ تھا۔ جان بہادری بہر محنت و رکار
مہوئی تھی وہاں وہ کسی دوسرے پر اپنا حکام نہج کرتے تھے بذاتِ خاص اس کے آپ پر مار کرتے تھے
تمام مہوئی یہ کتاب تصنیف کی تھی۔ ~~محمد اکرم چیل خان~~ سابق امکار
انسٹریٹس کلاس چیف مشن اسکول میرٹھ حال تیو تہہ ہڑے نس کی بی بی کی سی ہیں گہ وال منوٹیں
ساکن میرٹھ شہر زبان انگریزی سے اردو کی صاف زبان میں۔

مباشہ و اپنے آزار پر چہ خواہی کن کہ در طریقت باغیر ازین گناہ نیست

احمد صد کہ یہ کتاب نایاب بار دیگر مطبع کشور ہند میرٹھ بد باند و دروازہ سیت ہذا میں سید چیل ایڈ
ہجیر کے اہتمام سے چھپی بغیر اجازت اس کتاب کو اور کوئی صاحب نہ چھاپیں۔

کتاب مطبع کشور ہند میرٹھ میں
چیل ایڈ دین کچر ہتمام سے چھپی